www.KitaboSunnat.com

بیگم عطیہ انعام الٰہی

بارہ ربیع الاوّل، غور و فکر کے چند پہلو!

ربیع الاوّل کے بابرکت مہینے میں ہمارے پیارے نبی ﷺ اس دنیا میں تشریف لائے۔ مشیتِ الٰہی کے تحت اس دنیا سے آپ ﷺ کی واپسی بھی اسی ماہ میں ہوئی۔ یہ صرف ایک اتفاق ہی نہیں بلکہ ربُ العزّت کی طرف سے ہم مسلمانوں کا ایک خاص قسم کا امتحان بھی ہے۔ اس امتحان کی اہمیت اس وقت اور بھی بڑھ جاتی ہے، جب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ آپ کی پیدائش کا دن اور آپ کا یومِ رحلت بھی ایک ہی یعنی بارہ ربیع الاوّل ہے۔ ہم اس وقت ایک عجیب قسم کے دوراہے پر کھڑے ہوجاتے ہیں کہ ہم آج کے دن آپ کی پیدائش کی خوشی منائیں یا آپ کی وفات کا دُکھ اور صدمہ!

ایک بارہ ربیع الاوّل وہ تھا جس دن آپ ﷺ اس دنیا میں تشریف لائے۔ بے شک اس موقع پر کئی بابرکت اُمور ظاہر ہوئے مگر کلی طور پر کوئی بھی اس بات کا اِحاطہ نہیں کرسکتا تھا کہ یہ پیدا ہونے والی ہستی کون ہے اور انسانیت کے کس اعلیٰ ترین منصب پر فائز ہونے والی ہے، کیونکہ مستقبل کا کامل علم اللہ کے علاوہ کسی اور کے پاس نہیں۔

پھر درجہ بدرجہ آپ ﷺ اپنی عمر مبارک کی منازل طے کرتے گئے حتیٰ کہ عمر عزیز کے چالیسویں سال آپ کو مقامِ نبوت سے سرفراز فرمایا گیا اور دنیا میں آپ ﷺ کی تشریف آوری کا اصل مشن آپ کے سپرد کیا گیا۔ یہ مشن تھا بھٹکی ہوئی انسانیت کو اس کے خالق سے ملانا اور اس کی عبادت اور اِطاعت کے ذریعے اسی کے ساتھ وابستہ کرنا۔

آپ ﷺ نے اس مشن کو توفیقِ ایزدی کے ساتھ اس شان سے کمال تک پہنچایا کہ حجۃ الوداع کے موقع پر ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہ کرام کے ٹھاٹھیں مارتے سمندر نے گواہی دی کہ آپ نے اپنا فرض کماحقہ پورا کردیا۔ حج کے انہی ایام میں، منیٰ میں ہی سورۃ النصر نازل

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوئی تو جہاں یہ آپ کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے تکمیل مشن کی بشارت تھی، وہیں اس میں آپ ﷺ کے لئے اب دنیا سے رخصتی کا اشارہ بھی تھا۔ سمجھ دار صحابہ اس اشارے کو سمجھ گئے تھے اور غمگین اور افسردہ ہوگئے۔ پھر بارہ ربیع الاوّل کا وہ دن بھی آگیا جب آپ اس دنیاے فانی سے تشریف لے گئے۔ إنا لله وإنا إليه راجعون!

اس دن صحابہ کرام کے غم والم کا کیا عالم تھا۔ حضرت عمر جیسے جری اور بہادر صحابی غم کے اس کوہِ گراں کو برداشت نہ کرسکے اور تلوار لے کر کھڑے ہوگئے کہ جو شخص یہ کہے گا کہ محمد ﷺ فوت ہوگئے ہیں تو اس کی گردن اُڑا دوں گا۔ ابوبکر صدیقؓ نے بڑی ہوش مندی اور تدبر کے ساتھ سب کے سامنے حقیقت بیان کی۔ فرمایا:

”جو شخص محمد ﷺ کو پوجتا تھا تو وہ سمجھ لے کہ بلاشبہ محمد ﷺ فوت ہوگئے ہیں اور جو اللہ کی عبادت کرتا تھا تو اللہ ہمیشہ زندہ ہے اور کبھی مرنے والا نہیں۔“

پھر آپ نے سورہ آلِ عمران کی آیت نمبر ۱۴۴ تلاوت فرمائی:

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ؕ اَفَاۡىِٕنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ

”محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ ان سے پہلے بہت سے رسول گزر چکے۔ اگر وہ وفات پاجائیں یا شہید ہوجائیں تو کیا تم اُلٹے پاؤں پھر جاؤ گے۔ (یعنی اسلام چھوڑ دوگے)“

عبداللہ بن عباس کہتے ہیں: گویا ہم لوگوں کو پتہ ہی نہیں تھا کہ اللہ نے یہ آیت بھی نازل فرمائی ہوئی پھر جسے دیکھو وہ یہی آیت پڑھ رہا تھا اور خود سیدنا عمر کہتے ہیں:

”اللہ کی قسم! مجھے یوں محسوس ہوا کہ میں نے یہ آیت ابوبکر کے تلاوت کرنے سے پہلے سنی ہی نہ تھی اور جب سنی تو سہم گیا۔ دہشت کے مارے میرے پاؤں نہیں اُٹھ رہے تھے۔ زمین پر گر گیا اور جب میں نے ابوبکر کو یہ آیت پڑھتے سنا تب معلوم ہوا کہ واقعی رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوگئی ہے۔“ (صحیح بخاری: ۴۴۵۴)

بلالِ حبشی مؤذّنِ رسول ﷺ کو ایسی چپ لگ گئی کہ نبی ﷺ کے بعد وہ اذان نہ دے سکے۔ رسول اللہ ﷺ کے وصال کے بعد فقط دو دفعہ اذان دی۔ ایک دفعہ حضرت حسن وحسین کے مجبور کرنے پر اَذان دینا شروع کی مگر أشهد أن مُحمد تک پڑھا اور اس سے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آگے نہ بڑھ سکے۔ صد حیرت اور افسوس ہے ہم پر کہ بارہ ربیع الاوّل کو ہماری یہ کیفیت کیوں نہیں ہوتی۔ آپ ﷺ کے یومِ پیدائش کی خوشی میں آپ ﷺ کے یومِ وصال کو ہم قطعاً بھول جاتے ہیں۔ قارئین! اگر ایسا ہو کہ ہمارا کوئی بہت ہی پیارا عزیز اسی تاریخ پر فوت ہوجائے جس تاریخ پر وہ پیدا ہوا تو آپ دل پر ہاتھ رکھ کر انصاف سے بتایئے کہ کیا اس تاریخ کو پیدائش کی خوشیاں منائیں گے یا وفات کا غم!

جس دن نبی ﷺ پیدا ہوئے، کسی کو کامل ادراک نہیں تھا کہ کیسی ہستی دنیا میں تشریف لائی، لیکن اپنی بے مثال زندگی گزار کر جب آپ ۶۳ سال کے بعد وفات پاتے ہیں تو صحابہ کرام اور سارے عرب کو اندازہ تھا کہ کون سی ہستی ہم سے جدا ہوگئی ہے۔ اسی لئے ان کے غم واَندوہ کی یہ کیفیت تھی کہ جیسے اُن پر پہاڑ ٹوٹ پڑا ہو۔

ہم اگر چند دہائیاں پیچھے کو جائیں تو بہت سے لوگوں کو یاد ہوگا کہ ہمارے ہاں بارہ ربیع الاوّل کو بارہ وفات کا نام دیا جاتا تھا اور اس دن لوگوں کے احساسات و جذبات افسردہ اور اُداس ہوتے تھے۔ اس دن ان کی سرگرمیاں ایسے ہی جذبات کی عکاسی کرتیں۔ نجانے کس روشن خیالی کے تحت ایسی سب سوچوں پر پہرہ لگا دیا گیا اور اس کو صرف اور صرف خوشیوں اور مسرتوں کا ایک ایسا موقع سمجھ لیا گیا کہ 'عید' سے کم کسی نام پر اطمینان ہی نہیں۔ حالانکہ ایسی مذہبی، ملی اور اجتماعی خوشیوں کے مواقع مقرر کرنا اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا حق ہے اور ان دو ہستیوں نے ہمارے لئے سال بھر میں دو عیدیں مقرر فرمائیں: عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ۔ عیدین کے فلسفہ پر غور کریں تو واضح ہوتا ہے کہ دونوں عیدوں کے ساتھ اسلام کے دو بنیادی فرائض وابستہ ہیں: رمضان اور حج، اور ان کی ادائیگی کی خوشی اور شکرانے میں اللہ تعالیٰ ہمیں مسرت کا ایک موقع فراہم کرتے ہیں کہ اللہ کے بندوں نے اللہ کی رضا پانے کے لئے اللہ کے عائد کردہ فرائض بجالانے میں محنت کی۔ آخرت میں اللہ نے حسن قبولیت کا پروانہ دیا اور دنیا میں اجتماعی ملّی خوشی کا دن مقرر کردیا۔ عید میلادالنبی ﷺ کے ساتھ ایسا کوئی فریضہ وابستہ نہیں بلکہ صرف اور صرف اللہ رب العزّت کا بے پایاں کرم ہے کہ اس نے ہمیں امام الانبیاء رحمۃ للعالمین محمد ﷺ سے نوازا۔ اس موقع پر اللہ کا شکر ادا کریں اور محمد

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ ﷺ کی اتباعِ کامل کا عہد واقرار کریں تو اللہ رب العزّت کی اس نعمتِ عظمی کا کچھ حق ادا ہو سکتا ہے۔

کسی بھی عمل کو بطورِ ایک شرعی فریضے کے ادا کرنے کے لئے ہمارے پاس دو بنیادیں ہوتی ہیں: قرآن کریم اور سنت مطہرہ میں اس کے بارے میں شرعی حکم۔ جس کے بارے میں دورِ نبوی اور خلافتِ راشدہ کے دور کے بعد ہمیشہ سے اُمتِ مسلمہ کا اجتماعی عمل بھی ہمارے شوقِ عمل کو مہمیز دیتا ہے۔

عید میلاد النبی ﷺ کے حوالے سے ہم قرآن و سنت میں غور کریں تو واضح نظر آتا ہے کہ اَحادیث میں ہمیشہ 'عیدین' یعنی دو عیدوں کے احکام اور تفاصیل ہی ملتی ہیں نہ کہ تین عیدوں کی۔ رہ گیا اُمت کا تعامل تو سب سے پہلے ان میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی پاکیزہ جماعت کا نمبر ہے، دوسرے نمبر پر تابعین کا اور پھر تبع تابعین کا۔ نبی ﷺ نے اپنی ایک حدیث میں فرمایا ہے:

"سب سے بہترین میرا زمانہ ہے پھر اس کے ساتھ کا اور پھر اس کے ساتھ کا۔"
(صحیح بخاری:۲۶۵۱)

اگر ہم ان تینوں ادوار کو دیکھیں تو ان پاکیزہ نفوس نے بارہ ربیع الاوّل کے حوالے سے ہمارے لئے کوئی نمونہ قائم نہیں کیا۔ ہمارے لئے ان اَدوار کے صالحین کا عملی نمونہ بن سکتا ہے، کیونکہ انہیں آنحضور ﷺ نے بہترین قرار دیا۔ پھر بعد کے اَدوار میں دین پر عمل کے حوالے سے لوگوں میں ویسی پابندی اور اہتمام نہ رہا، اس لئے بعد کے لوگوں کا عمل ہمارے لئے حجت نہیں ہے۔

نبی ﷺ کے یومِ میلاد کے سلسلے میں ایک تاریخی پہلو سے بھی جائزہ لیں۔ مسلمانوں میں معروف ہے کہ نبی ﷺ ۲۲/اپریل ۵۷۱ء میں بروز سوموار پیدا ہوئے۔ جبکہ اسلامی مہینے کے لحاظ بارہ ربیع الاوّل عام الفیل کے اگلے سال بروز سوموار صبح کو پیدا ہوئے۔

محققین کی تحقیق کے مطابق ۲۲/اپریل ۵۷۱ء، ۱۲ ربیع الاوّل سن ۱ ہجری عام الفیل میں پیر کا دن نہیں بنتا بلکہ جمعرات کا دن بنتا ہے۔ پیر کا دن ۹ ربیع الاوّل میں پڑتا ہے۔ اس لئے آپ ﷺ کی یوم پیدائش ۹ ربیع الاوّل ہے، نہ کہ ۱۲ ربیع الاوّل۔ یہ تحقیق سیرتِ نبوی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پر عالمی انعام یافتہ کتاب 'الرحیق المختوم' کے مصنف علامہ صفی الرحمٰن مبارکپوری کی ہے۔ اُنہوں نے اپنی اس کتاب میں علامہ محمد سلیمان منصورپوری اور محمود پاشا فلکی کی تحقیق کا حوالہ دیا ہے۔

قارئین! غور فرمائیں اگر منشائے الٰہی یہ ہوتا کہ اُمتِ محمدیہ اپنے نبی محمدﷺ کا یوم پیدائش بطورِ عید منائے تو کم از کم اس کی تاریخ کے بارے میں اختلاف نہ ہوتا۔ دوسری طرف ۱۲ ربیع الاوّل آپﷺ کا یوم رحلت ہونے کے بارے میں اُمت میں کوئی اختلاف نہیں۔ لہٰذا بارہ ربیع الاوّل آپﷺ کا یومِ میلاد ہو یا نہ ہو مگر یہ نبیﷺ کا یوم رحلت ضرور ہے۔ مگر ستم ظریفی ملاحظہ فرمائیں کہ اس سنگ دل اُمت نے اپنے نبیﷺ کے یوم رحلت کو 'یومِ عید' بنا ڈالا۔ عیسائی حضرت عیسیٰ کے یومِ پیدائش کو بطورِ عید مناتے ہیں تو مسلمانوں نے بھی اُن کی دیکھا دیکھی اپنے نبیﷺ کے یومِ پیدائش کو عید بنا ڈالا۔ مگر جوشِ نقالی میں وہ یہ بھی غور نہ کرسکے کہ یومِ پیدائش کو عید منا رہے ہیں یا یومِ وصال کو۔

پھر اس عید کو منانے کے لئے نئے سے نئے انداز اختیار کرلیے۔ پہلے تو صرف جلوس نکلتے تھے۔ جس کی قیادت ہاروں سے لدے پھندے کچھ 'پیر' کرتے ہیں۔ ساتھ میں کچھ ڈھول بجانے اور بھنگڑا ڈالنے والے بھی ہوتے ہیں۔ پھر آخر میں سب پیٹ بھر کر اعلیٰ کھانا کھاتے ہیں۔ نام نبیﷺ کا اور شان اپنی دوبالا کرتے ہیں۔ کام و دہن کی لذت خود حاصل کرتے ہیں۔ اُس نبی کے نام پر جنہوں نے کبھی پیٹ بھر کر اچھا کھانا نہیں کھایا تھا اور کئی کئی دن تک اُن کے ہاں چولہا ہی نہیں جلتا تھا۔

ہر سال اس عید کو منانے میں جدت پیدا کرلی جاتی ہے۔ اس دفعہ کی خبر یہ ہے کہ عید میلاد النبیﷺ پر مشعل بردار جلوس نکالا جائے گا۔ یہ فیصلہ کرنا ضروری ہے کہ یہ مشعلیں خوشی کی علامت ہوں گی یا غم کی؟ کیونکہ مغرب میں تو غم کے موقع پر مشعلیں جلا کر خاموشی اختیار کی جاتی ہے۔ نوائے وقت میں یہ خبر پڑھنے کو ملی کہ مدینہ منورہ سے اشیا حاصل کرکے یہاں پاکستان میں تین من کیک تیار کیا جائے گا۔ اگر یہ کیک 'برتھ ڈے' کیک ہے تو پھر اس کو ۶۳ من کا ہونا چاہیے، کیونکہ حضورﷺ کی عمر مبارک ۶۳ سال تھی اور اگر

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یومِ رحلت کے لئے ہے تو خود ہی اپنے عمل کی سنگینی پر غور فرمالیں۔

"یہ اُمت روایات میں کھو گئی!"

یہ بات واضح ہے کہ عوام الناس اپنے آباء اَجداد اور نام نہاد 'مولویوں' کو دیکھتے سنتے ہوئے یہ سب کچھ کرتے ہیں مگر ان کی غلطی اور کوتاہی یہ ہے کہ دین کے معاملات کو کم اہم سمجھتے ہوئے اُن میں خود سمجھ پیدا نہیں کرتے اور کچھ نہیں تو اُنہیں علمائے حق سے ہی راہنمائی لے لینی چاہئے۔ یہ بات بھی واضح ہے کہ لوگ نبی ﷺ سے اپنی محبت اور عقیدت کے اظہار کے لئے ہی یہ سب کچھ کرتے ہیں مگر ... اظہارِ عقیدت و محبت کے لئے ہمارے سامنے کتاب و سنت اور اُسوہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ہونا چاہئے نہ کہ مروّجہ رسوم ورواج!

کتاب و سنت اور اُسوہ صحابہ کرام کی روشنی میں حبِ رسول ﷺ کے عملی تقاضے پورے کرنے کے لئے ہمارے سامنے واضح احکام اور ہدایات ہیں جن پر پورا اُترنے سے ہی حبِ رسول ﷺ کا کچھ اظہار ہو سکتا ہے۔ جس بات سے رسول اللہ ﷺ منع فرمائیں، ہم رک جائیں اور جس کام کو کرنے کا حکم دیں، پوری رضا اور رغبت سے اس پر عمل پیرا ہوں، یہی ہمارے دین کا مطالبہ ہے۔ اس سلسلے میں ہمیں اتباعِ رسول کا راستہ اختیار کرنا ہوگا اور اتباع سے مراد یہ ہے کہ اطاعت سے آگے بڑھ کر رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہر معاملے میں اتباع اور پیروی کو اختیار کیا جائے یعنی آپ ﷺ کی پسند و ناپسند کو اپنی پسند اور ناپسند بنالینا۔

آپ سے محبت کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ نبی ﷺ پر مسنون طریقے سے مسنون الفاظ میں زیادہ سے زیادہ درود و سلام پڑھا جائے۔ اذان کے بعد آپ ﷺ کے لئے مقامِ وسیلہ کی دعا کی جائے۔ اس کے لئے مسنون دعا کو ہی اختیار کیا جائے اور اللہ تعالیٰ سے اُمید رکھی جائے کہ وہ روزِ قیامت ہمیں رسول اللہ ﷺ کی شفاعت نصیب فرمائیں گے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ